اہلسنت کا علمی ادبی ترجمان
ماہنامہ
فیض عالم
بہاولپور پنجاب پاکستان
مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ الحاج
محمد فیض احمد اویسی رضوی
مدیر اعلیٰ
صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی
مدیر
صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی
مقامِ اشاعت
دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ
سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان

حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم یادگار جامعہ اویسیہ رضویہ سرانی مسجد بہاولپور

جہاں سے گذشتہ نصف صدی سے عشق رسول ﷺ کی خیرات تقسیم ہورہی ہے جامعہ میں اسلامیہ، عربیہ قدیم وجدید علوم پڑھائے جارہے ہیں۔ طلباء کو نماز باجماعت کے ساتھ ذکر واذکار کی پابندی کرائی جاتی ہے۔ **طالبات** کے لیے شعبہ ناظرہ، حفظ، تجوید، درس نظامی کا علیحدہ باپردہ کلاس روم کا انتظام ہے۔

ادارہ کے ملحق اہلسنت کی عظیم **جامع سیرانی مسجد** ہے جس کی تعمیر تو تین منزلیں مکمل ہوئیں جہاں ہزاروں نمازیوں کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ جبکہ گنبد خضریٰ شریف کی نسبت سے مسجد شریف کا گنبد جگ مگ کرکے اہل ایمان کو یاد مدینہ کا خوبصورت منظر پیش کررہا ہے۔ آپ کے ادارہ کے فضلاء دنیا کے بیشتر ممالک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں ادارہ کا ماہانہ خرچہ لاکھوں روپے ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ اپنے صدقات، خیرات وعطیات، زکوٰۃ میں سے جامعہ میں زیر تعلیم مستحق طلباء کے لیے ضرور حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں۔

عطیات آن لائن بھیجنے کی صورت میں بنام جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور مسلم کمرشل بینک عیدگاہ برانچ بہاولپور اکاونٹ نمبر یہ ہے 2-1328-02-01-1136 ناظم اعلیٰ جامع اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور۔

سنی اتحاد کونسل کے زیر اہتمام کامیاب ریلی پر قائد اہلسنت صاحبزادہ حاجی فضل کریم صاحب کو ڈھیروں مبارک ہو

نہایت ہی اہم اور ضروری اعلان

ہمارے حضور قبلہ وکعبہ سیدی وسندی مولائی حضرت والد گرامی مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ العزیز کی تالیفات /تصانیف کتب ورسائل جو اشاعتی ادارے چھاپ رہے ہیں۔ انہیں بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے اب وہ جو بھی کتاب یا رسالہ شائع کریں ہمیں اطلاع ضرور کریں تاکہ اس کتاب /رسالہ کے مضامین کی حضرت قبلہ کی لائبریری میں موجود مسودہ کے ساتھ مطابقت ہو بسا اوقات کتاب /رسالہ میں ایسا مواد شامل کر دیا جاتا ہے جو مصنف کی تحقیق کے خلاف ہوتا ہے جو کہ خیانت کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ میں ایک بہت بڑے فتنہ کا موجب بن سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی کتاب /رسالہ بیک وقت کئی ادارے شائع کر دیتے ہیں۔ ہمیں اطلاع کا فائدہ یہ ہوگا ایک کتاب /رسالہ ایک وقت میں ایک ادارہ شائع کر سکے گا۔ نیز اشاعتی اداروں سے گذارش ہے کہ شائع شدہ کتب ورسائل کو بار بار چھاپنے کے بجائے غیر مطبوعہ مسودہ جات ہم سے طلب کر کے شائع کریں تاکہ وہ علمی جواہر پارے عوام وخواص تک جلد از جلد پہنچ سکیں جو اشاعت کے انتظار میں الماریوں میں پڑے ہیں۔

اطلاع کنندگان محمد عطاء الرسول اویسی 03006843281

محمد فیاض احمد اویسی 03006821704 محمد ریاض احمد اویسی - 03009684391

اعتذار

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان قدس سرہٗ کے وصال پر ملال پر علماء ومشائخ عظام ممتاز شخصیات کے تعزیت نامے مسلسل موصول ہو رہے ہیں۔ آئندہ شمارہ میں تعزیتی مضامین پیغامات اور برادر طریقت محترم منیر احمد اویسی کا مضمون اور اشعار بھی شائع ہونگے اس مرتبہ تفصیلی مضامین کی وجہ معذرت خواہ ہیں (ادارہ)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینے میں

حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت شیخ الحدیث علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

یکم محرم الحرام کو امیر المؤمنین جانشین سید المرسلین حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے (۱)۔ آپ بے شمار خوبیوں کے حامل ہیں۔ ان کی سب سے اہم اور امتیازی خوبی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی خواہ کسی بھی رنگ میں ہو آپ ہرگز ہرگز برداشت نہیں فرماتے تھے۔ آج کل ایک بار پھر ہمارے وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہود و ہنود کی خوشنودی کے لیے توہین رسالت آرڈیننس میں ترمیم کی باتیں ان کے ایجنٹ کر کے اہل اسلام کے قلوب پر نمک پاشی کر رہے ہیں کاش آج سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہوتے تو اسلام کے لبادہ میں چھپے ان بہروپیوں کی خوب خبر لیتے۔ حضور مفسر اعظم فیض ملت قدس سرہٗ کا ذیل مضمون پڑھکر آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے ایمان ہے ہی مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا نام

اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں

مضمون پڑھکر حضرت فیض ملت علیہ الرحمۃ کے رفع درجات کی دعا کریں اور اپنے جذبات سے ہمیں آگاہ فرمائیں تا کہ آپ کے نیک جذبات کی روشنی میں ہم اپنا اشاعتی سفر جاری رکھیں (مدیر فیض عالم)

(۱) ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ بدھ کو مسجد نبوی میں نماز فجر کے آپ پر حملہ کیا گیا تین دن زخمی حالت رہ کر جام شہادت نوش فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! عقل اور عشق کی معرکہ آرائی اگر صرف شاعری کا موضوع نہیں اور کائنات کی ہر حقیقت میں دونوں کی جنگ دکھائی دیتی ہے تو ہمیں حیرت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں یہ دونوں متضاد قوتیں باہم صلح و آشتی سے کس طرح جلوہ گر ہوئیں۔

حکمتِ دین کے فہم، امور ریاست پر کامل عبور، افواج پر کنٹرول، امور سلطنت کے اعلیٰ انتظام اور اجتہادی بصیرت کے پیمانے میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو ناپا جائے تو آپ عقل و دانش اور بصیرت و فراست کے کوہ گراں دکھائی دیتے ہیں

اور جب آپ کی ذات میں عشقِ رسالت مآب (ﷺ) کی فراوانی اور والہانہ لگاؤ کی ہماہمی پر نظر پڑتی ہے تو آپ کی ذات عشق مصطفوی (ﷺ) کا پیکر دکھائی دیتی ہے۔

امام مسجد کو قتل کرایا دیا﴾ سورہ عبس کی ابتدائی آیات سے بظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کریم روف ورحیم ﷺ سے شاید ذرا جلالت آمیز لب ولہجے میں خطاب کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک مسجد کا امام ہمیشہ نماز میں اسی سورت کو قرأت کرتا ہے آپ کی غیرتِ عشق نے یہ گوارانہ کیا کہ محبوبِ کبریا علیہ التحیہ والثناء کی عظمت کو گھٹا کر پیش کیا جائے خواہ ایسی کوشش تلاوتِ قرآن کی آڑ میں ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیج کر اس امام مسجد کو قتل کروادیا۔ بدعقیدہ امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے نمازی عبرت حاصل کریں۔

محبوب کے منظور نظر بھی محبوب ہیں﴾ اپنے عہد خلافت میں جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے وظائف مقرر کئے تو اس بات کا شعوری اہتمام کیا کہ جو سرکار ﷺ کے منظور نظر صحابہ ہوں ان کے وظائف زیادہ مقرر کئے جائیں۔ چنانچہ محبوب کریم روف ورحیم ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کے فرزند اسامہ رضی اللہ عنہ کی تنخواہ اپنے بیٹے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے زائد مقرر فرمائی بیٹے نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ اسامہ (رضی اللہ عنہ) کو تجھ سے زیادہ عزیز اور محبوب رکھتے تھے۔

اپنے باپ خطاب سے ایمان لانا زیادہ محبوب ہے

فتح مکہ کے موقع پر جب اسلامی لشکر مکہ کے قریب مر الظہران خیمہ زن ہوئے تو رات کے وقت حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر نکلے۔ ذرا دور سرداران قریش ابوسفیان حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے انہیں بتایا کہ اسلامی لشکر تمہارے سر پر آپہنچا ہے اور تمہاری خیر اسی میں ہے کہ میرے ساتھ چلو اور رسول کریم ﷺ کے پاس چل کر امان کے طلب گار بن جاؤ۔ چنانچہ آپ ابوسفیان کو سواری پر بیٹھا کر بارگاہ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) میں چل پڑے۔ آپ جہاں سے گزرتے پہرہ دار مجاہد اور لشکر اسلام کے خیمہ زن سپاہی پوچھتے کون؟ پھر رسول اللہ ﷺ کے خچر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہچان کر بیٹھ جاتے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو آپ آگے بڑھے اور یہ دیکھ کر کہ آپ کے ہمراہ ابوسفیان ہے بولے یہ تو خدا کا دشمن ابوسفیان ہے۔ پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا

الحمدللہ کہ تجھ پر کسی شرط اور عہد کے بغیر قابو پانے کا موقع مل گیا۔ وہ تیزی سے بارگاہ نبوی (علیہ التحیۃ والثناء) میں پہنچ گئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر قتلِ ابوسفیان کی اجازت مانگی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ابو سفیان کو پناہ دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید کچھ کہنا چاہا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے۔ ''عمر! اگر یہ بنی عدی بن کعب (حضرت عمر کا قبیلہ) میں سے ہوتا تو تم یہ نہ کہتے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ''عباس آپ نے یہ کیا کہا؟ قسم بخدا آپ کا اسلام لانا میرے نزدیک اپنے باپ خطاب کے ایمان لانے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا اسلام لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔ اس لئے مجھے بھی آپ کا دوزخ کی آگ سے بچنا اپنے باپ کے دوزخ سے رہائی پانے سے زیادہ اچھا لگا ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نسبت سے محبت

محبوبانِ خدا انبیاء کرام اولیاء عظام سے منسوب چیز کا ادب واحترام کرنا الحمد للہ اہل حق کا معمول ہے جبکہ وہابیہ دیوبندی نجدی کی پیروی کرتے ہوئے محبوبانِ خدا کی منسوب اشیاء کے ادب احترام کو شرک گرادنتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی دیکھیں تو پتہ چلتا ہے وہ نسبت کا کتنا احترام کرتے تھے۔ فقیر یہاں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محبت کا واقعہ قرآن کریم سے عرض کر کے اہل انصاف سے اپیل کرتا ہے کہ دیکھیں صحابہ کے حقیقی وارث کون؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

آیت مقام ابراہیم ﴿ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خواہش ظاہر کی کہ ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں۔ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت ﴿ واتخذ وامن مقام ابراهیم مصلی ۔

ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔ (پ ا سورۃ البقرہ)

فائدہ: اس آیت میں اہلسنت کے مذہب کی تائید ہے کہ تبرکات سے عقیدت کھرے مومن کی نشانی ہے اور ان کا مخالف کھوٹا سکہ ہے۔

فوائد ﴿ (ا) مقام ابراہیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نقش قدم ہے جو تا حال کعبہ معظمہ کے دروازے کے سامنے ایک گنبد میں موجود ہے اسکی تفصیل آگے چل کر عرض کرونگا اس سے ثبوت ملا کہ محبوبانِ خدا کے تبرکات سے عقیدت اور انکی تعظیم وتکریم عین اسلام ہے انہیں شرک وبدعت کہنا بدبختی وشقاوت کی دلیل ہے۔

مزارات پر گنبد بنانا ۔

(۲) تاریخ میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس مقدس پتھر پر ایک چھوٹا سا گنبد بنوا دیا تھا۔ موجودہ

گنبد فاروقی یادگار ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ معظم ومحترم اشیاء پر گنبد بنانا جائز ہے۔ جب محبوبان خدا کے قدموں پر گنبد بنانا جائز ہے تو خود ان کی ذواتِ مقدسہ پر گنبد بنانا کیوں نہ روا ہوا۔

ف : امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ قطف الثمر فی موفقات عمر میں فرماتے ہیں اس گنبد صغیر کا ایک مقفل دروازہ ہے نگران کے پاس اس کی چابی ہے قدم مبارک کی زیارت بھی کی جاسکتی ہے۔

انتباہ غور فرمائیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک پر گنبد کے علاوہ قدم مبارک کی زیارت کیلئے مستقل نگران مقرر تھا جو بوقت ضرورت قدم مبارک کی زیارت کراتا تھا۔ سعودی دور تک یہ سلسلہ رہا سعودی حکومت وہابی مذہب کی پیروکار ہے۔ اسی لیے اس نے گنبد قدم ابراہیم تو بحال رکھا لیکن زیارت کرانے کا طریقہ بند کر دیا۔ یہاں تک کہ اس چھوٹے گنبد کا کوئی دروازہ نہیں۔ وہابی مذہب میں تبرکات سے برکت حاصل کرنا شرک ہے اور انکا باقی رکھنا حرام۔ اسی لیے فقیر اویسی غفرلہ یہاں چند حوالے تبرکات احادیث صحیحہ سے لکھتا ہے۔ تفصیل فقیر کی تصنیف ''احسن البرکات فی التبرکات'' اور برکات میں شفاء'' میں ہے۔

ف : (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو ہرگز نہ چومتا۔'' (بخاری)

اسی لئے حجر اسود کا یہ ادب ہے کہ اگر اس سے ہاتھ مس نہ ہو سکے تو اپنی ہتھیلیوں کو حجر اسود کے سامنے کر کے اپنے ہاتھ ہی چوم لئے جائیں یہ نسبت کا کمال ادب ہے۔ اسی کا نام ہے تبرک یعنی برکت حاصل کرنا اور اس متبرک شئے کی تعظیم بھی اسی میں شامل ہے یہ حوالہ دیوبندیوں کے ہفت روزہ ''خدام الدین'' لاہور ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء ص ۹ میں بھی موجود ہے۔

۲) حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب صلح حدیبیہ کے موقعہ پر پہلے پہل تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے مستعمل پانی کو لینے کے لئے صحابہ کرام کی جماعت ٹوٹی پڑی ہے کوئی چہرہ پر مل رہا ہے کوئی ہاتھ میں مل رہا ہے یہ ذوق وشوق کا عالم کیوں اور تبرک سے پیار کیسا؟

(۳) ایک روز حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی ایک لگن میں لئے باہر آئے تو صحابہ ٹوٹ پڑے۔ جس کو یہ پانی مل گیا اس نے چہرے پر مل لیا نہ ملا تو دوسرے صحابی کے ہاتھوں کی نمی ہی کو مس کر کے چہرے پر مل لیا۔ (بخاری شریف)

اس پانی کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے نسبت ہوگئی تو یہ اتنا مقدس ہوگیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے چہروں پر مل رہے ہیں اسی کا نام تبرک ہے۔

(۴) حضور اکرم ﷺ نے منیٰ میں سر مبارک حلق کرایا نصف موئے مبارک حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور نصف ازواج مطہرات اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیئے۔ ہر ایک کو ایک ایک یا دو دو بال ملے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پیشانی مبارک کے بال طلب فرمائے عطا کئے۔ یہ موئے مبارک انہوں نے برکت کے لئے ٹوپی میں رکھ لئے اور ان کی برکت سے ہر مہم میں فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

(۵) ازواج مطہرات کو جو موئے مبارک دیئے تھے ان میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عطا کردہ موئے مبارک آج بھی روہڑی سندھ (پاکستان) میں ایک عظیم الشان عمارت میں محفوظ ہیں اس کی جگہ پر موئے مبارک کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص سر مبارک کے بال اتار رہا تھا صحابہ کرام گھیرا ڈالے بیٹھے تھے، نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بال ان کے ہاتھ میں آنے کے بجائے زمین پر گر جائے۔ (مسلم شریف)

فائدہ: موئے مبارک کی یہ عزت احترام اس لئے تھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھتے تھے۔

(۷) حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے پاس سرکار ﷺ کا ایک موئے مبارک ہونا دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری)

(۸) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک، تراشے ناخن ان کے گلے، منہ اور سجدے کی جگہوں پر رکھے جائیں (بخاری شریف) چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(۹) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے مَس فرمایا تو انہوں نے عمر بھر پیشانی کے وہ بال نہیں کٹوائے جس پر دستِ مبارک مَس ہوا تھا یہاں تک وہ اتنے بڑھ گئے کہ جب وہ کھولتے تو زمین سے لگ جاتے۔ (شفاء شریف)

ان بالوں کو کیوں نہ کٹوایا گیا؟ اس لئے کہ ان کو سرکار دو عالم ﷺ کے دستِ مبارک سے نسبت تھی اسی کو ہم تبرک سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں حضور اکرم ﷺ کو پانی پلایا کرتے تھے اس میں لوہے کا ایک کنڈا تھا۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کنڈے کو بدلنا چاہا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا کیونکہ اس کنڈے کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک لگایا تھا۔

(۱۱) حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے جس پیالے میں حضور انور ﷺ کو پانی پلایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تبرکاً اس میں پانی پیا اور اس

پیالے کو اس بلند نسبت ہی کی وجہ سے حضرت عمر بن عبد العزیز ﷺ نے اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ (بخاری)

(۱۲) ایک صحابی نے سرکار دو عالم ﷺ کی چادر شریف اس لیے طلب فرمائی کہ اس میں کفنائے جائیں اور وہ اسی میں کفنائے گئے (بخاری)

(۱۳) جس چار پائی یا تخت پر حضور انور ﷺ نے وصال فرمایا اسی تخت پر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لے جایا گیا جب یہ تخت پرانا ہو گیا تو اس کی بوسیدہ لکڑیاں سرکار دو عالم ﷺ کی نسبت کی وجہ سے چا ہزار درہم میں ہدیہ کی گئیں۔

حضرت امیر معاویہ ﷺ نے حضور انور ﷺ کی پرانی چادر شریف بیس ہزار درہم میں حاصل کی پھر یہی چادر شریف پھر ان کا کفن بنی۔

(۱۴) ملک شام سے حضرت بلال حبشی ﷺ مدینہ منور شریف حاضر ہوئے تو سرکار دو عالم ﷺ کی قبر مبارک سے لپٹ گئے زار وقطار رونے لگے چہرہ مبارک خاک آلود ہو گیا۔

خاک تو خاک ہی ہے مگر یہ خاک حضور اکرم ﷺ کی نسبت شریف سے اس قابل ہو گئی کہ حضرت بلال حبشی ﷺ کے چہرہ انور کا غازہ بنے۔

(۱۵) حضرت ابن عمر ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ وہ منبر شریف پر سرکار دو عالم ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ کو اپنے ہاتھوں سے مس کر کے چہرہ پر پھیر لیا کرتے تھے۔

اس گفتگو کے بعد ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں ملاحظہ ہو۔

ہاں گستاخ رسول واجب القتل ہے

الم ترا لی الذین یزعمون انھم اٰمنو ابما انزل الیك وما انزل من قبل یریدو ن ان یتحا کموا الی الطاغوت وقد امروان یکفرو ا بہٖ ویر ید الشیطا ن یضلھم ضلٰلا بعیدا ۔ واذاقیل لھم تعا لو االی ما انزل اللہ والی الر سول رأ یت المنٰفقین یصدون عنك صدو د ۔

ترجمہ: کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر

جاتے ہیں۔

شان نزول ﴾ بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا یہودی نے کہا چلو سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ سے طے کرا لیں۔ منافق نے خیال کیا کہ حضور ﷺ تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے اس کا مطلب حاصل نہ ہوگا اس لئے اس نے باوجود مدعی ایمان ہونے کے یہ کہا کعب بن اشرف یہودی کو پنچ (فیصلہ کرنے والا) بناؤ۔

قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے۔ یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے۔ اس لئے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اس کو پنچ تسلیم نہ کیا ناچار منافق کو فیصلے کیلئے سید عالم ﷺ کے حضور آنا پڑا آپ نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا۔ یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا یہودی نے آپ سے عرض کیا میرا اسکا معاملہ سید عالم ﷺ طے فرما چکے۔ لیکن یہ حضور کے فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں ابھی آ کر اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس کو قتل کر دیا۔ اور فرمایا جو اللہ اور اسکے رسول کے فیصلے سے راضی نہ ہو اسکا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔ اس آیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول و عمل کی تائید و تصدیق کی گئی ہے۔

(روح المعانی جلد ۵ ص ۶۷، ۶۱، تفسیر کثیر جلد ۵، صواعق محرقہ)

ایمان و بے ایمانی ﴾

(۱) اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کے ہر فیصلہ کو دل و جان تسلیم کرے ورنہ بے ایمان ہے۔

(۲) حضور نبی پاک ﷺ کو مسلمان ہی اپنا حاکم مطلق باذنہ تعالیٰ مانتا ہے ورنہ بے ایمان ہے۔

لقب فاروق کا اعزاز ﴾ اسی موقعہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لقب ''فاروق'' عطا کیا گیا۔ عربی زبان سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ فاروق اور طاغوت ہم وزن ہیں۔ دونوں صیغے کثرت کے معنے کو ظاہر کرتے ہیں تو اس آیت سے پہلی آیت میں کعب بن اشرف کو طاغوت کہا گیا جس کا معنی ہے بہت سرکشی والا۔ پس اس حساب سے فاروق کے معنی ہوں گے حق و باطل میں خوب فرق کرنے والا۔

منافق کون تھا؟ ﴾ اس منافق کا نام بشر تھا اور کعب بن اشرف یہودی عالم کی طرف مقدمہ لے جانا چاہتا تھا۔

مرتد کی سزا ﴾ یہی وجہ ہوئی اسکے ایمان سے خارج ہو جانے کی۔ دوسری وجہ اس منافق نے آنحضور ﷺ کے فیصلے کو دل سے برا جان کر انحراف کیا تھا۔ ایمان سے خارج ہونے کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ گستاخ تھا۔ آج تک اہل اسلام میں قتل مرتد کی

جو سزا مقرر ہے اس کی بنیاد یہی واقعہ ہے۔

گستاخ کا انجام بد یہ تو ہر اسلامی فرقہ مانتا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے لیکن جہالت کے غلبہ سے آج کسی کو کہو کہ یہ تو گستاخی ہے وہ ڈھٹائی و بے شرمی سے الٹا گستاخی کو توحید بتائے تو اس کا کیا علاج ؟ اسی لئے ہم یہ فیصلہ قدرت ایزدی پر چھوڑتے ہیں جیسے اس کا قانون ہے کہ حبیب اکرم ﷺ کے گستاخ کو آج نہ سہی تو کل ضرور سزا دیگا اور اتنا سخت کہ کفار و مشرکین حیران رہ جائیں گے اور کبھی دنیا میں بھی گرفت فرمالیتا ہے۔ چند شواہد ملاحظہ ہوں

کسریٰ کا انجام برباد احادیث میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں مختلف بادشاہوں کو خط لکھا تو اس وقت ایران کے بادشاہ کسریٰ کو بھی خط لکھا جو اس نے پھاڑ دیا۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا "**فرق کتابی فرق اللّٰہ ملکہ**" اس بدبخت نے میرا خط پھاڑا حق تعالیٰ نے اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پھر اس نے یمن کے حاکم (گورنر) باذان نامی کو خط لکھا کہ اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے میرے ہاں بھیجو باذان سمجھدار آدمی تھا اس نے وہی خط مع دو معتمد آدمی حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں بھیج کر لکھا کہ آپ پرویز کے ہاں پہنچیں۔ جب یہ قاصد حضور سرور عالم ﷺ کے ہاں پہنچے تو آپ نے ان کے خط کا مضمون سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج آرام کریں اور کل مجھ سے خط کا جواب لینا۔ حسب الحکم یہ دونوں کل حاضر ہوئے تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اپنے صاحب یعنی باذان کو کہنا کہ میرے رب کریم نے تیرے شہنشاہ کا بوجھ اتار دیا ہے یعنی بادشاہ قتل کر دیا گیا ہے وہ اس طرح کہ اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ یہ واقعہ منگل کی رات دس تاریخ ۷ھ کا تھا۔

باذان کو واپسی اطلاع ملی اور اسی دوران شیرویہ بن پرویز کا خط باذان کو پہنچایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے باپ کو قتل کر دیا ہے اب تم اس شخص کو کچھ نہ کہنا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس کی گرفتاری کا حکم میرے باپ نے کیا تھا۔ باذان نے جب یہ دونوں خبریں سنیں تو فوراً مسلمان ہو گیا اور ایران کی سلطنت کا جو حشر تا حال ہو رہا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

نوٹ : یہ سزا صرف ظاہری حیاتِ رسول ﷺ کے خاص نہیں ہے بلکہ بعد کو بھی ایسی سزاؤں و عذابوں کا ظہور ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ اور نہ صرف ذاتِ رسول ﷺ بلکہ آپ سے منسوب شے کی گستاخی اور بے ادبی کی یہی سزا ہے۔

عصائے نبوی کی بے ادبی کی سزا

حضرت قاضی عیاض شفاء میں لکھتے ہیں کہ ہجاہ غفاری امیر عثمان رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا عصا لے کر گھٹنوں پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں تو اتنی بے ادبی کی وجہ سے اس کے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہو گیا۔ اس نے گھٹنا کاٹ

ڈالا اور ایک سال سے پہلے مر گیا۔

مسجد نبوی کے گستاخ کا انجام حضرت عمر بن عبدالعزیز جس زمانہ میں مسجد نبوی تعمیر فرمار ہے تھے ایک شخص آیا اور کہا کہ میں یہاں پیشاب کرتا ہوں لوگوں نے کہا کہ گستاخ کہیں کے یہ شرارت نہ کرنا۔ وہ نہ مانا جب پیشاب کرنے کا ارادہ کیا۔ غیب سے کسی طرح اس کے پاؤں اکھڑے اور سر کے بل گرا تو اس کا دماغ پاش پاش ہو گیا۔ اسی حالت میں فی النار والسقر ہوا۔ یہ کیفیت دیکھ کر بہت سے نصاریٰ مسلمان ہو گئے۔ (وفاء الوفاء مدینۃ الرسول)

نبی علیہ السلام کے دشمن کا گھر جل گیا

مدینہ میں ایک نصرانی تھا۔ جب اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ سنتا تو یہ کہتا کہ خدا کرے جھوٹا جل جائے۔ ایک رات کو ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل وعیال سو رہے تھے۔ ایک خادم گھر میں آگ لے کر آ گیا۔ ایک چنگاری گر پڑی اور ایسی آگ گھر میں لگی وہ اس کا گھر اور اس کے گھر والے سب جل گئے۔

''کمالین حاشیہ جلالین'' اور مخالفین کے حکیم الامت کی تفسیر بیان القرآن میں بھی یہی واقعہ تحت آیت '' واذا نا دیتم الی الصلوٰۃ '' موجود ہے۔

انگریزوں کی دشمنی مسجد نبوی شریف کی تعمیر کیلئے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انگریز مستری بھی لگائے۔ کسی مستری نے شرارت کرتے ہوئے قبلہ کی جانب میں پانچ دریچوں اور صحن میں خنزیر کی تصویر بنا دی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا تو آپ نے اس نامراد کا سر قلم کرا دیا۔ (مدینۃ الرسول)

معمولی بے ادبی پر لڑائی حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت انس نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی کے ہاں چل کر اس کے ساتھ صلح کی بات کیجئے۔ آپ ﷺ گدھے پر سوار ہو کر مع جماعت عبداللہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ عبداللہ نے کہا کہ گدھے کو دور کیجئے مجھے اس سے بدبو آتی ہے۔ ایک انصاری مرد نے کہا'' بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبوناک ہے۔ اس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو ان کی آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر اور جوتے برسا رہے تھے۔

دورِ حاضرہ میں یہ دیکھا گیا ہے کہ علم وعمل کے بڑے بڑے دعویدار رسول کریم ﷺ کی گستاخی و بے ادبی کر کے پھر بھی کہتے ہیں یہ کوئی بے ادبی نہیں۔ فقیر حدیثِ مذکور سے دعوتِ غور وفکر پیش کرتا ہے۔

دعوتِ غور وفکر صحابہ کرام جیسا عالم دنیا میں نہ پیدا ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ وہ فرمار ہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے

گدھے کی خوشبو بے ادب سے اطیب ہے (بے ادب اور گستاخ نمازی' کلمہ گو حاجی عبداللہ بن ابی تھا) وہ معمولی آدمی نہ تھا اہلِ مدینہ کا سربراہ تھا۔ لڑائی گدھے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس سے پیشاب سے نفرت کی وجہ سے ہوئی۔ پھر گستاخ کے انکار پر نہ صرف ہاتھا پائی بلکہ جوتے اور ڈنڈے برس رہے تھے۔ یہ کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی بلکہ ادب اور بے ادبی کی جنگ تھی اور قرآن پاک یا نبی آخر الزمان ﷺ کی توہین پر نہیں بلکہ نبی پاک ﷺ کے گدھے کے پیشاب کی توہین صریح پر نہیں بلکہ گدھے کے پیشاب کی بو پر ہے اور وہ بھی دل کی بات سے متعلق اور گدھے کے پیشاب کی غلط حقیقت پر نہیں۔ کیونکہ گدھے کا پیشاب بدبودار تو ہوتا ہی ہے لیکن چونکہ پیشاب کو اس گدھے سے نسبت ہے جو محبوب خدا ﷺ کا ہے۔ اس سے دور حاضرہ کا وہ دانشور سوچے جو ہر بات کو کریدنے کے بعد مانتا ہے یہاں بھی وہ تھوڑا سا فکر و فہم دوڑا کر دیکھے کہ صحابہ کرام ﷺ کی زمانہ کی نزاکت و مصلحت نے کیوں نہ روکا جب کہ وہ معمولی سی بات پر ہاتھا پائی پر اتر آئے۔ مزید فقیر کی کتاب ''باادب بانصیب'' میں ہے۔

عاشورہ محرم الحرام کے نوافل و وظائف

از حضرت شیخ الاسلام بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ (پاکپتن شریف)

مراسلہ۔ مولانا ابوالاحمد غلام حسن اویسی پاک پتن شریف

حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (دہلی) نے اپنی تصنیف ''راحت القلوب'' میں اپنے مرشد کامل شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے ملفوظات نقل فرماتے ہیں کہ ۹۔۱۰ محرم الحرام ۶۵۶ھ کو آپ نے ایک نورانی مجلس میں محرم الحرام کے نوافل اور دوظائف ارشاد فرمائے

کفن چور نے توبہ کی اور کہا؟

فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص کفن چوری کیا کرتا تھا اور تقریباً دو ہزار دو سو آدمیوں کے کفن اس نے چرائے آخرکار اس لعنت سے اس نے (تابعی) حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ کے خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوا.... آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو نے قبروں میں مسلمانوں کو کس حال میں دیکھا؟ اس نے عرض کی کہ حضور سب کا احوال بیان کرنا تو بہت مشکل ہے صرف تین واقعات عرض کرتا ہوں۔

﴿۱﴾ایک قبر کو میں نے کھولا

ایک رات میں قبرستان میں جا کر ایک قبر کو میں نے کھولا تو دیکھا کہ اس میں موجود شخص کا چہرا کالا سیاہ ہے ہاتھ پاؤں میں آگ کے زنجیریں ہیں، منہ سے پیپ اور خون جاری ہے اور اس قدر بد بو تھی کہ دماغ پھٹنے لگا اور میں وہاں سے الٹے پاؤں بھاگا۔ اس مردے نے مجھے آواز دی کہ ادھر آؤ اور میرا حال پوچھ کہ میں دنیا کیا کام کرتا تھا جس وجہ سے میں عذاب میں گرفتار ہوں میں نے مڑ کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور میں دنیا میں شراب پیتا تھا اور زنا کرتا تھا اور بدمستی کی حالت میں مجھے موت آئی اور اِس ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا ہوں۔ (العیاذ باللہ)

﴿۲﴾دوسری قبر میں نے کھولی

تو دیکھا کہ ایک نوجوان شخص سیاہ منہ، برہنہ ہے اس کے چاروں اطراف سے آگ جل رہی ہے اور پیاس سے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے گردن آگ کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی فریاد کی کہ خدارا مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو میں پیاس سے سخت عاجز ہوں میں پوچھا کہ اے نوجوان! تو کون ہے اور کیا کام کرتا تھا جس کے سبب تو اس عذاب میں مبتلا ہے؟...... اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان تھا' اور نماز ادا نہیں کرتا تھا..... یہ عذاب ترک نماز کے سبب ہے۔ (العیاذ باللہ)

﴿۳﴾قبر باغیچہ بنی ہوئی ہے

میں نے ایک قبر کھولی دیکھا ایک خوبصورت نوجوان موجود ہے میں اس کے حسن کا بیان نہیں کر سکتا اس کی قبر باغیچہ بنی ہوئی ہے پھولوں میں بچھے غالیچہ پر بیٹھا ہوا ہے ان پھولوں کی خوشبو سے میرا دل و دماغ معطر ہو گیا۔ میں پوچھا کہ اے نوجوان! تو کون ہے اور کیا کام کرتا تھا جس کے سبب تو نے یہ اعلیٰ مقام پایا ہے؟ اس کہا کہ میں ایک عام مسلمان تھا لیکن میں نے ایک واعظ سے سنا تھا کہ جو شخص (عاشورہ) ۱۰ محرم کے دن چھ رکعتیں پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ اس کے بعد میں ہمیشہ عاشورہ کے دن چھ رکعات پڑھتا تھا۔

پھر حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص دن یا رات عاشورہ چھ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو منکر نکیر کے سوالات سے محفوظ فرمائے گا اور دشمنوں سے اسے خوشنودی نصیب کریگا۔

فرمایا کہ میں نے کفایہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ محرم میں ہر روز سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے رہائی دے گا۔ وہ کلمہ یہ ہے۔

لَآاِلٰـهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَـهٗ لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرِوَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَامَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَامَنَعْتَ وَلَارَآدَّ لِمَاقَضَيْتَ وَلَايَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔ پھر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے منہ پر پھیر لے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے ایسے پاک فرمائے گا گویا ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے

مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَكَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ

جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا تو گویا اس نے سارا سال کے روزے رکھے۔ نیز فرمایا کہ شب عاشورہ میں چار رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین بار آیت الکرسی اور دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔

نیز فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کے اوراد خاص میں ان کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے میں نے دیکھا ہے کہ عاشورہ کے دن چھ رکعت نفل ادا کرے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الشمس، سورہ قدر، سورہ زلزال، سورہ اخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس ایک ایک مرتبہ پڑھے پھر سلام کے بعد سجدے میں سر رکھ کر سورہ الکافرون پڑھے حاجت پوری ہوگی۔

نیز فرمایا اسی میں لکھا ہے کہ عاشورہ کے دن جو شخص ستر (۷۰) بار حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اولیاء کبار میں اس کا نام درج فرمائے گا۔

نیز فرمایا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص محرم کی پہلی رات دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ یٰسین شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں دو ہزار محل عطا فرمائے گا۔ ہر محل میں دو ہزار دروازے یاقوت کے اور ہر دروازے پر ایک تخت زبرجد سبز بچھا ہوگا اور یہ نماز چھ ہزار بلاؤں کو دور کرتی ہے اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

مرسلہ۔ مولانا ابوالاحمد غلام حسن قادری اویسی چک ۱۱ کے بی پاکپتن شریف

کیا کوفہ کے سارے لوگ بے وفا ہیں؟

حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت شیخ الحدیث علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی نوراللہ مرقدہ'

۱۰ محرم الحرام کو عراق کے شہر کوفہ میدان کربلاء میں معرکہ حق و باطل ہوا۔ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خون سے شجر اسلام کو شاداب کیا۔ ظلم و جبر اور بربریت کے آگے ایسا مضبوط بند باندھا کہ رہتی دنیا تک یزیدیت کو واصل جہنم کر گئے ذیل مضمون میں ہم کوفہ کے بارے جانیں گے کہ آیا اس میں رہنے والے سارے کے سارے لوگ بے وفا ہیں حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان قدس سرہٗ کی کتاب" کوفی لا یوفی" سے یہ مقالہ قارئین کرام کے ذوق مطالعہ کے لیے پیش خدمت ہے (محمد فیاض احمد اویسی مدیر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد بچپن میں سنا تھا" **کوفی لا یوفی**" یہ جملہ دراصل وہابی اور شیعہ برادری نے پھیلایا ہوا ہے۔ اس سے صرف مقصد یہ ہے کہ سُنیوں کے امامِ فقہ حضرت سراج الامہ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بدنام ہوں۔ گویا اس جملے سے متاثر ہو کر سُنی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ بدظن ہو جائینگے لیکن جب فقیر علومِ اسلامیہ سے شرفیاب ہوا تو معاملہ برعکس پایا وہ یہ کہ کوفی ہی تو تھے جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے یہاں بلوایا اور پھر وہ یزید کے لشکر میں مل کر خود ہی قاتلین حسین رضی اللہ عنہ بنے۔ فقیر نے اس مخفی راز کو ازبر کرنے کے بعد یہ مضمون لکھ کر اس کا عنوان تجویز کیا" **کوفی لا یوفی**"

آغاز لوگوں بالخصوص وہابی، شیعہ کی غلطی ہے کہ 'کوفہ' کے لوگ بے وفا (غدار) ہوتے ہیں۔ اس ازالہ سے پہلے ضروری ہے کہ 'کوفہ' کا تعارف عرض کر دوں۔

کوفہ تواریخ میں ہے کہ شہر کوفہ کو حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ۱۷ھ میں بسایا اوّل اوّل یہ چھاؤنی تھا۔ (تاریخ الخلفاء)

محل وقوع کوفہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر اور ایران و عرب اور شام کی سرحد پر واقع ہے۔ اُس زمانہ میں کوفہ اور بصرہ کو عراقین کے نام سے جانا جاتا تھا اور کربلا معلّی اور نجف اشرف وہ بستیاں ہیں جو بعد میں آباد ہوئیں۔ جہاں

آج کل زیادہ آبادی شیعوں کی ہے۔ کوفہ کے سب سے پہلے گورنر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

تعارف سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ کے پہلے عامل (ملٹری گورنر) تھے۔ انہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا جو عراق میں جنگ قادسیہ سے ابھی ابھی فارغ ہوئے تھے۔ یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نائب، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بہنوئی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ بہت بڑے فضائل و کمالات کے حامل تھے۔

قبولِ اسلام حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی سے تقریباً تیس برس قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جوانی کا آغاز تھا جونہی ان تک دعوتِ توحید پہنچی اُنہوں نے بلا تامل اس پر لبیک کہا اور "سابقون الاوّلون" کی مقدس جماعت میں شامل ہو گئے۔ 'اُسد الغابۃ' میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ چھ آدمیوں کے بعد اسلام لائے اور بعض کے نزدیک چار آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نماز فرض ہونے سے پہلے مسلمان ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے جنتی ہونے کی گواہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

ہجرتِ مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو مدینہ پاک کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

یثرب (مدینۃ المنورہ) پہنچ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی عتبہ کے مکان پر مقیم ہوئے۔ عتبہ نے جنگ بعاث سے قبل مکہ میں ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اور قصاص کے خوف سے بھاگ کر یثرب (مدینۃ المنورہ) میں پناہ لی تھی۔ عتبہ اگرچہ مشرک تھا لیکن اس نے نہایت اخلاق سے اپنے دونوں بھائیوں کو اپنے پاس ٹھہرایا لیکن اس کی اسلام دشمنی نے چھوٹے بھائیوں کو ذرہ برابر بھی متاثر نہ کیا اور شروع سے لیکر آخر تک اسلام سے ان کی شیفتگی (محبت) برقرار رہی۔

مردِ صالح مدینہ پاک کی طرف ہجرت کے بعد کا زمانہ بڑا پُر خطر زمانہ تھا۔ دشمنانِ اسلام مدینہ پر حملے کے لئے پَر تول رہے تھے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں مدینہ تشریف لائے تھے تو ایک شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرامِ مبارک میں خلل واقع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کوئی رَجُلٌ صَالِحٌ (مردِ صالح) آج پہرہ پر ہوتا اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سُنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے؟

جواب ملا میں سعد (رضی اللہ عنہ) ہوں۔فرمایا کس لئے آئے ہو؟ عرض کی میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی نسبت خوف پیدا ہوا اس لئے پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور سو گئے۔

غزوات میں شرکت ﴾ ہجرت کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تقریباً ہر غزوہ میں شریک ہوئے۔ ۱۷ر رمضان المبارک ۲ھ میں بدر کے میدان میں کفر و حق کا معرکہ اوّل پیش آیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے والہانہ جوش و خروش سے حصہ لیا اثنائے جنگ میں اُن کا مقابلہ قریش کے نامی بہادر سعید بن عاص سے ہو گیا انہوں نے فوراً سعید کو خاک و خون میں ملا دیا۔

☆جنگِ اُحد میں جب سُوءِ اتفاق سے لڑائی کا پانسہ بدل گیا اور مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو شروع سے آخر تک رحمتِ عالم ﷺ کی ڈھال بنے رہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کسی کے لئے نہیں سُنا کہ آپ ﷺ نے ان پر اپنے والدین کو فدا ہونے کو کہا میں نے یوم الاُحد میں یہ فرماتے سُنا

يَا سَعْدَ ارْمِ فِدَاكَ اَبِىْ وَاُمِّىْ

اے سعد تیر اندازی کرو میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں

مؤرخین نے بدر، اُحد، احزاب، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور تبوک کے غزوات میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شرکت کا صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔اسی طرح بیعت رضوان میں بھی اُن کی شرکت مسلّم ہے۔

عہدِ صدیقی و فاروقی ﴾ ۱۱ھ میں حضور ﷺ نے رحلت فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بلا تامل بیعت کر لی۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں بنو ہوازن کا عامل مقرر کر دیا۔ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر بیٹھے تو انہوں نے بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس منصب پر برقرار رکھا۔

اخلاق و عادات ﴾ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا چمن اخلاق گلہائے رنگا رنگ سے آراستہ تھا۔سبقت فی الاسلام، حُبِ رسول ﷺ تحمل شدائد، غیرتِ دینی، اتباعِ سنت، زہد و تقویٰ، شجاعت، تواضع و ایثار، سخاوت، انکسار اور حق گوئی و بیباکی ان کے مخصوص اوصاف تھے۔حضور نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت کی بدولت ان کو بارگاہ نبوی ﷺ میں خصوصی تقرب حاصل ہو گیا تھا۔ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی کہ اے اللہ عزوجل! سعد (رضی اللہ عنہ) جب تجھ سے جو دعا کرے تو اس کو

قبول فرما۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بعض لوگ شوقِ جہاد اور شجاعت کی بناء پر فارس الاسلام (شہسوارِ اسلام) کہہ کر پکارتے تھے۔ اربابِ سیر نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دوسرے اوصاف ومحاسن کے علاوہ ان کے ذوقِ عبادت، خوفِ خدا اور علم وفضل کا ذکر بھی خصوصیت سے کیا ہے۔ان پر ہر وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا نہایت کثرت سے روزے رکھتے تھے اور رات کا بیشتر حصہ یادِ الٰہی میں گزارتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عشقِ رسول ﷺ، صبر واستقلال اور شجاعت جیسے اوصاف کے علاوہ تدبیر وسیاست، انتظامِ سلطنت اور قیادتِ جہاد جیسی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور فرمایا تھا۔ اسلام کو جہاں اور جس طرح کی ضرورت ہوئی انہوں نے اپنی تمام صلاحیتوں کا نذرانہ فوراً پیش کر دیا۔

وفات وتدفین حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ۵۵ھ میں انتقال وادی عقیق میں ہوا وہ مدینہ شریف لائے گئے اور بقیع شریف میں مدفون ہوئے۔

فضائلِ کوفہ شبلی نعمانی ''سیرۃ النعمان'' میں لکھتا ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ ہر دور میں ہر مقام ایک حالت میں رہے۔ایک زمانہ تھا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کوفہ کو کنز الایمان (ایمان کا خزانہ) راس الاسلام اور راس العرب کہا کرتے تھے۔

۲۱ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حکومتِ کوفہ سے معزول ہوئے کیونکہ اہلِ کوفہ کی انتقادی باتوں سے آپ رضی اللہ عنہ معزول کر دیئے گئے چونکہ تنقیدیں غلط تھیں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی کمی نہ آئی لیکن غلط ناقدین کا انجام برباد ہوا۔ تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ''کراماتِ صحابہ کرام''

عہدِ عثمانی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے تیسرے روز مغیرہ کو معزول کر کے پھر اپنے دور کے رشتہ دار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی کو گورنر کوفہ مقرر کر دیا لیکن اسے جلد ہی معزول کر کے اپنے مادری بھائی حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ۲۵ھ میں حاکمِ کوفہ مقرر کر دیا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بحیثیت گورنر

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے معزول ہونے کے بعد تھوڑے وقفہ کے لئے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا ملٹری گورنر مقرر کیا گیا مگر حکمران کی مرضی سے جلد ہی گورنری واپس لے لی گئی۔ (صحیح بخاری)

اس دوران حضرت عمار ﷺ کی سر کردگی میں ایران فتح ہو گیا تھا اور پھر اسی سال میں حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے جو حضرت عمر بن الخطاب ﷺ کے وصال تک گورنر رہے۔ (تاریخ طبری جلد ۴، استیعاب)

عہدِ علوی حضرت علی ﷺ نے اس شہر کو اسلامی دار الخلافہ قرار دیکر مدینہ طیبہ سے ہجرت کر کے مستقل سکونت کوفہ میں رکھی آج تک آپ کی رہائش گاہ جامع مسجد کوفہ کے شمالی جانب موجود ہے اور آپ کے گھر کے کی بھی فقیر نے مع رفقاء کئی بار زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اسی مسجد میں سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ شہید ہوئے اور اسی کے نواح پر نجف اشرف میں مدفون ہوئے۔ (واللہ اعلم)

عقائد اہلِ کوفہ نقض الروافض میں ہے کہ

واما الکو فیون فالطبقة الاولیٰ منهم اصحاب ابن مسعو د یقدمون قول عمر علیٰ قول علی و اولئك افضل الکوفیین حتیٰ قضا ته حتیٰ شریح و ابو عبیده و امثالها کانوایر جحون قول عمر علیٰ قول علی۔

ترجمہ یعنی کوفیوں کا پہلا طبقہ اصحاب ابن مسعود کا ہے اور یہ کوفہ کے قاضی شریح وابوعبیدہ وغیرہ حضرت علی ﷺ کے قول پر حضرت عمر ﷺ کے قول کو ترجیح دیتے تھے۔

یہی اہلسنت کا مذہب ہے کہ تفضیل بہ ترتیب خلافت ہے چنانچہ اہلسنت کی مستند کتب میں ہے کہ

وتفضیل ابی بکر و عمر متفق علیه بین اهل السنة و هذاالترتیب بین عثمان و علی هو ما علیه اکثر اهل السنة خلافا لماروی عن بعض اهل الکوفه والبصرة من عکس القضیه۔

ترجمہ حضرت ابوبکر وعمر ﷺ کی تفضیل پر اہلسنت کا اتفاق ہے اور یہی ترتیب حضرت عثمان وعلی ﷺ ہے لیکن بعض اہلِ کوفہ حضرت علی ﷺ کو حضرت عثمان ﷺ پر فضیلت دیتے تھے یہ قول غیر معتبر ہے۔ 'فقہ اکبر' میں ہے کہ **وكذا قيل فيه رائحة من الرفض** کہا جاتا تھا کہ اس عقیدہ میں رفض کی بُو آتی ہے کیونکہ اہل حق کے نزدیک فضیلت کی ترتیب بھی وہی ہے جو خلافت کی ہے۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت کے کوفی اسی ترتیبِ خلافت کے معتقد تھے جو اہل سنت میں مسلّم ہے مگر بعض حضرت علی ﷺ کو حضرت عثمان ﷺ سے افضل جاننے لگے تھے۔ غرضیکہ جو لوگ حضرت عثمان ﷺ کو ترجیح دیتے تھے وہ "شیعان عثمان" کہلاتے تھے اور جو حضرت علی ﷺ کو افضل مانتے تھے ان کو شیعان علی کہا جاتا تھا وہ عثمانی اور علوی بھی کہلاتے

تھے۔ 'روضۃ الصفا' جلد۲ میں ہے

بصریان ہوائے طلحہ و محبت زبیر در دل داشتند

یعنی اہل بصرہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرفداری کی ہوا رکھتے تھے اور دل میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی محبت رکھتے تھے۔

واضح رہے کہ شیعہ تو کبھی بھی حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو اچھا نہیں جانتے کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مدِ مقابل لڑے کوفی تو حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے خیر خواہ تھے بہر حال صحابہ کرام میں بالاتفاق فضیلتِ علی ترتیب الخلافہ ہے۔

کیا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ شیعہ تھے؟

سوال ﴾ شرحِ فقہ اکبر میں ایک روایت ہے کہ ابو حنیفہ کوفی کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ وہ خلافت راشدہ کو تو مانتے تھے مگر تفضیل علی رضی اللہ عنہ ہی کے قائل تھے؟

جواب ﴾ قاضی نور اللہ شستری نے ابو حنیفہ کو شیعہ لکھا ہے کیونکہ یہ پہلے سنی بھی اپنے آپ کو شیعہ ہی کہتے تھے۔ اسی تفضیلِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ایسے تمام کوفی رافضی پکارے جاتے تھے یہ بات اب واضح ہو چکی ہے۔ ثابت ہوا کہ شیعہ کا رافضی لقب بہت پرانا ہے۔ واضح ہوا کہ ابو حنیفہ نامی ایک شیعہ اہل علم اور صاحبِ تصانیف تھا نام سے التباس پڑ جاتا ہے اہل سنت کو اس میں ہوشیاری ضروری ہے۔

کوفہ دارالخلافہ ﴾ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو ایک عرصہ کے بعد دارالخلافہ کوفہ کو منتخب فرمایا۔ اس سے واضح فرمادیا کہ گذشتہ خلفاء سے ان کا کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ پیار ہی تھا ورنہ یہ سمجھ کر یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا شہر ہے اسے دارالخلافہ کیوں بناؤں۔ بہر حال جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو کوفہ چونکہ عراق وایران وشام کی سرحد پر واقع تھا اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دارالخلافہ بنایا اور جمل (اہل بصرہ وعراق) صفین (اہل شام) اور نہروان کی جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ یہیں سے جاتے رہے۔ اسی زمانہ میں صاحبانِ بصیرت نے اور زیادہ پہچانا اور پھر اس جماعت کو تقویت ہوئی اور ان میں سے اکثر جنگِ صفین میں شہید ہوئے اور اپنے وفادار ساتھیوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اظہارِ تاسف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ نہج البلاغہ، جلد۱ میں ہے کہ ہمارے بھائی جن کا خون صفین میں بہایا گیا۔ کہاں ہیں وہ بھائی جو صراطِ مستقیم پر چلے اور حق پر جان دے گئے۔

کوفی لایوفی گروہ کا آغاز ﴾ سیدنا و مولانا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس گروہ کا آغاز ہو گیا تھا اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس دور کے خطبوں میں ان کی مذمت فرمائی۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ آپ نے کوفیوں کی

مذمت میں فرمایا کہ میں تمہارے ملک کو پسند کر کے یہاں نہیں آیا صرف ضرورت کی وجہ سے آیا ہوں۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم کہتے ہو علی جھوٹ بولتا ہے۔ اسی نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسے کوفیوں سے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تمہاری اصلاح کس سے ہو سکتی ہے لیکن میں تمہاری اصلاح نہیں کرسکتا۔ لا تعرفون الحق کعرفتکم الباطل ولا تبطون الباطل کابطالکم الحق یعنی تم حق کو نہیں جانتے پہچانتے جیسے باطل کو پہچانتے ہو اور نہ باطل کو جھٹلاتے ہو جیسے حق کا ابطال کرتے ہو۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اکثر اہل کوفہ باطل پرست ہو گئے تھے۔ منکرِ حق اور عارف باطل ہو گئے تھے۔ یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ زمانۂ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں مسلمان دو گروہوں میں منقسم تھے۔ ایک گروہ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو مانتا تھا دوسرا گروہ نہیں مانتا تھا۔ موخر الذکر گروہ خوارج نہرواں کے بھیس میں مقابل ہوا۔ بالفاظِ دیگر ایک گروہ موافق حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرا گروہ خوارج۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رعایا بوجہ رعایا ہونے کہ شیعۂ علی کہلاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں آپ رضی اللہ عنہ کی اکثر رعایا جو "شیعۂ علی" کہلاتی تھی وہ مذہباً شیعہ نہ تھی بلکہ ایسی جماعت تھی جو جناب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل جانتی تھی۔ اسی لئے شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 'تحفہ اثناء عشریہ' میں لکھا ہے کہ شیعہ اولیٰ ماہستم یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پہلے شیعہ تو ہم ہی اہلسنت ہیں۔

عہدِ حضرت امام حسن میں کوفہ و کوفی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ کے ماننے والے بہت تھے۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبرداری کر کے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد فرمادی اور یہ حضور سرور عالم ﷺ کا معجزہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اس سے شیعہ صاحبان یا تو امام حسن رضی اللہ عنہ سے برأت (بیزاری) کا اظہار کریں یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقانیت تسلیم کریں۔

عہد امیرِ معاویہ میں کوفہ و کوفی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو کوفہ پر ابن زیاد گورنر ہوا اسی ابن زیاد کے دور میں کوفہ کی بدنامی ہوئی اسی کے دور میں سانحہ کربلا پیش آیا تفصیل کی ضرورت نہیں۔

عہدِ یزید بن معاویہ میں کوفہ و کوفی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ۶۰ھ میں یزید تخت پر بیٹھا۔ بنی اُمیہ کے عُمّال سے بھی کوفی تنگ آئے ہوئے تھے اب تو تختِ شاہی پر شراب و کباب و نصوانی شباب کا شیدا یزید خبیث براجمان (قابض) ہو گیا تھا۔ ان کے اپنے ماننے والے (شیعۂ بنی اُمیہ) بھی بددل ہو گئے تھے۔ کوفہ کے اس سوادِ اعظم نے مٹھی بھر شیعوں کو ساتھ ملا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھے اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ جو امام عالی

مقام ﷺ کے سفیرِ خاص تھے کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن جب ابنِ زیاد حاکمِ کوفہ نے سختی کی تو مٹھی بھر شیعہ مثل ہانی وغیرہ کے شہید کر دیئے گئے۔ کچھ قید اور کچھ جلاوطن کر دیئے گئے اور باقی مسلمانوں کی اکثریت نے ابن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کر لی۔

اب اس دعوتی خط کو لیجئے جو اہلِ کوفہ نے حضرت امام حسین ﷺ کو سب سے پہلے لکھا تھا۔ ایں نامہ ایست بسوئے حسین ابن علی از جانب سلیمان بن صردو مصیب و حبیب ابن مظاھر و سائر شیعیان او از مومنان و مسلمانان یعنی یہ خط ہے امام حسین (ﷺ) کی طرف سلیمان بن صرد اور مصیب اور حبیب ابن مظاہر اور دیگر مومن شیعوں کی طرف سے اور مسلمانوں کی جانب سے۔ (جلاء العیون)

امام عالی مقام نے جوابا خطاب فرمایا۔ این نامہ ایست از حسین بن علی بسوئے گروہ مومنان اھل کوفہ و مسلمانان و شیعیان یعنی یہ خط حسین بن علی (ﷺ) کی طرف سے ہے اہل کوفہ کے مومنین وشیعہ اور مسلمانوں کی طرف (جلاء العیون)

عنوان نامہ جات بتلا رہے ہیں کہ کوفہ کے مٹھی بھر شیعوں کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کی اکثریت نے بھی امامِ عالی مقام ﷺ کو خط لکھے تھے یہی حسبِ معمول اپنے آپ کو محبانِ اہلبیت ظاہر کرتے تھے۔ اسی سوادِ اعظم نے بے وفائی کی ورنہ حبیب وہانی رحمۃ اللہ علیہ وامثالہم نے امامِ عالی مقام ﷺ کی نصرت سے دریغ نہیں کیا۔ باقی کوفی حُبِ اہلبیت میں شہید ہوئے۔ حبیب ابن مظاہر ﷺ جیسے کوفی حبیبِ شہیدِ کربلا ہوئے۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ کوفہ کے مومنین کاملین نے حضرت امام حسین ﷺ پر جانیں نثار کر دیں حضرت ہانی ﷺ نے حضرت مسلم ﷺ سے عہد نبھایا اور ان کے ساتھ قربان ہو گئے۔

امام نووی شارح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ ان المنافقین کانوا معدودین فی اصحابہ و کانوا یجاھدون معہ اماحمیۃ اولطب الدنیا یعنی منافقین کو تو اصحابِ حضور ﷺ میں شمار کیا جاتا تھا وہ بھی آپ کے ساتھ ہو کر حمیت (شرم کے باعث) یا طلبِ دنیا کے لئے جہاد بھی کرتے تھے اس کے بعد جب ان کی منافقت عیاں ہو گئی تو پھر انہیں صحابہ میں شامل نہیں کیا جاتا۔

فائدہ معلوم ہوا کہ جو زبانی دعویٰ کرے کہ وہ مددگار ہے مگر وقت پڑنے پر ساتھ نہ دے وہ منافق ہوتا ہے۔ اسی لئے امام حسین ﷺ نے اپنے مدمقابل لڑنے والوں کو بار بار منافق کہا۔ و من بامر خدابا این منافقاں مقاتلہ مے کنم یعنی

امام حسین ﷺ نے فرمایا کہ میں حکمِ خدا ﷻ سے ان منافقوں کے ساتھ جہاد کرونگا۔ (جلاء العیون)

حضرت مسلم بن عقیل ﷺ نے فرمایاقول شما کوفیاں اعتماد رانمے شاید وازمنافقان بیدین وفانمے آید کہ تم کوفیوں کا قول اعتبار کے لائق نہیں اور بے دین منافقوں سے وفا نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ کوفی منافق تھے یعنی ایسے لوگ "کوفی لایوفی" تھے جو وعدے سے پھر جائے وہی تو منافق ہوتا ہے۔ عہد سے جو بے وفائی کرے وہی تو منافق ہوتا ہے۔

حضرت مسلم بن عقیل ﷺ کوفہ میں مختار ثقفی کے مکان میں فروکش (مقیم) ہوئے تو حقیقی وفادارانِ کوفہ آپ کے پاس مجتمع ہوئے جن میں مجالس شاکری رحمتہ اللہ علیہ، حبیب ابن مظاہر اسدی رحمتہ اللہ علیہ، سعید بن عبداللہ حنفی رحمتہ اللہ علیہ کے نام ملتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی وفاداری اور جانثاری کے وعدوں کو خوب نبھایا۔

حکیم سنائی نے یزیدی کوفیوں کے بارے میں یہ اشعار کہے

بریزید پلید بیعت کرد تاکہ از خاندان برآروگرد

شرم و آرزم جملگی برداشت جمع ازدشمناں براد بگماشت

تامراد رابنامہ وکیسل از مدینہ کشند در منہیسل

کربلاچوں مقام ومنزل ساخت زور آل زیاد بروئے تاخت

خلاصہ یہ ہے کہ دشمنوں کی ایک جماعت کو اس پر آمادہ کیا کہ امام حسین ﷺ کو خطوں اور حیلوں سے مدینہ پاک سے نکالیں چنانچہ جب آپ نے کربلا میں قیام فرمایا۔ (ابن زیاد) نے ان پر حملہ کر دیا پھر ہوا جو کچھ ہونا تھا۔ داستانِ کربلا کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ "کوفی لایوفی" کون لوگ تھے۔

واقعہ کربلا میں کوفی وفادارﷺ

کوفہ کے کئی اہل ایمان نے امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی شیر خدا ﷺ کی پیروی میں اسلام بچانے کے لئے کربلا میں جانیں قربان کیں۔ ان کے اسماء گرامی تواریخ میں ملتے ہیں۔

مثلاً مسلم بن عوسجہ، بریر ہمدانی، زہیر بن قیس، حبیب ابنِ مظاہر، نافع بن ہلال بَجلی، عبداللہ بن عمر الکلبی، عمرو بن خالد الاسدی، جنادہ بن حارث سلمانی، جسب خولانی، حیلہ شیبانی، شبیب بن عبداللہ، جابر تیمی، حباب تیمی، مسعود تیمی، نعمان

ازدی، سعید بن عبداللہ حنفی، حنظلہ شبامی، حجاج جعفی، عمر حضرمی وامثالہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام نامی شہدائے کربلا میں ملتے ہیں یہ سب کوفہ کے باشندے تھے۔

اہلبیت کے طرفدار

تاریخ طبری جلد ۶ میں ہے کہ جب حضرت حبیب رحمۃ اللہ علیہ ابن مظاہر اسدی نے فوج یزید کو نصیحت فرمائی کہ اولادِ رسول ﷺ کا اور اس کے ایسے ساتھیوں کا جو راتوں کو عبادت میں بسر کرتے ہیں۔ ایسوں کا خون بہانے کے بعد خدا کو کیا منہ دکھلاؤ گے تو اہل کوفہ کی سوار فوج کے افسر عزرہ بن قیس نے جواباً کہا اے حبیب! جہاں تک تجھ سے ہوسکتا ہے تو اپنے نفس کی پاکیزگی کو بیان کرتا رہتا ہے۔ اس بے موقع مداخلت پر زہیر بن قین نے جوشیلا جواب دیا اے عزرہ! اس میں شک کہاں ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے حبیب (رضی اللہ عنہ) کے نفس کو ذکی کیا اور ان کو ہدایت فرمائی۔ اے عزرہ! اللہ (عزوجل) سے ڈرو میں تجھے نصیحت کرنے والوں میں سے ایک ہوں جن میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو ان لوگوں سے نہ ہو جو نفوس ذکیہ کے قتل پر گمراہوں کو مدد دیتے ہیں۔ عزرہ نے کہا اے زہیر تو تو ہمارے نزدیک اہلبیت نبوی کے شیعوں میں سے نہ تھا تم تو عثمانی تھے (آج کیا ہوا؟) حضرت زہیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا تو میرے اس جگہ کھڑے ہونے سے استدلال نہیں کرسکتا کہ میں اہلبیت نبوی کا طرفدار ہوں ان کے انصار سے ہوں۔

حضرت حُر رضی اللہ عنہ

ایسے کوئی بھی تھے جو ابتداً یزیدی فوج میں تھے بلکہ سپاہ ابن زیاد کے افسر بھی تھے ان میں حر الرّیاحی رضی اللہ عنہ کا نام نامی سب سے زیادہ تابدار ہے یہ اپنے دستہ کے ساتھ کربلا کی راہ پر سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سدِّ راہ ہوگئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس پیاسے دستے کو پانی سے سیراب کیا جب یزیدی فوج نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر پانی بند کردیا تو حُر میں انقلاب حریت پیدا ہوا اور یہ سب یزیدی بندھنوں کو توڑ تاڑ کر یوم عاشورہ کو صبح سویرے ابن زیاد کی سپاہ سے علیحدہ ہوکر امام حسین رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں شامل ہوگئے۔ خوب جہاد کے بعد جب زخمی شیر دل حُر خون میں لت پت تھے تو اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا

بخ بخ یا حر انت حر کما سمیت فی الدنیا و الآخر

مبارک ہو مبارک! اے حُر تو تو واقعی حُر (آزاد) ہے جیسا کہ تیرا نام ہے دنیا اور آخرت میں۔

حضرت حُر الرّیاحی رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی بعض ایسے سپاہی جو سپاہ شام میں شامل تھے وہ اس سے ٹوٹ کر امام حسین رضی اللہ عنہ

کوحق کی جانب جان کر سپاہ امام میں شامل ہوتے رہے اور جنہوں نے بالآخر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ حارث بن امرالقیس بن عابس کندی، جوین بن مالک تیمی، زہیر بن سلیم ازدی، قاسم بن حبیب ازدی۔

تقریباً یہ سب کے سب کوفی تھے اور سپاہ ابن زیاد میں تھے جن کا کمانڈر چیف عمر سعد تھا مگر میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین ﷛ کوحق پر جان اور مان کر انصارِ حسین (﷛) سے ہوگئے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷛

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ کا دور کیا سہانا دور تھا کہ آپ کے درس میں تیس ہزار کم وبیش آئمہ اسلام نے فیض پایا اس کی تفصیل طویل ہے۔ آپ کے شاگردوں میں شاگردِ عظیم حضرت امامِ اعظم ﷛ ہیں۔ جنہوں نے اسلام میں خوب نام پایا آپ کے دور میں بھی "کوفی لا یوفی" مشہور تھے۔

ان بزرگوں کی عزت واحترام ہی کوفہ کی شرافت کے لئے کافی ہے۔ تاریخ گردانے پر ثابت ہوتا ہے کہ کوفہ میں کیسے کیسے جواہر اور اسلام کے نامور بزرگ تھے۔ اب لیجئے محاورہ "کوفی لا یوفی" اور سمجھئے امامِ اعظم ابوحنیفہ ﷛ کو۔

امام اعظم ابوحنیفہ ﷛

غیر مقلدین وہابی ودیگر مخالفین امام اعظم ﷛ کے متعلق یہ مشہور مقولہ "کوفی لا یوفی" (کوفہ والے وفادار نہیں ہوتے) کہہ کر امام صاحب پر طعن کرتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق کوفہ سے تھا یہ خیال بعض اکابرو آئمہ کا بھی تھا چنانچہ منقول ہے کہ امام اعظم ﷛ مدینہ منورہ حاضر ہوئے لوگوں سے دریافت کیا شہر کا جید عالم کون ہے؟ بتایا گیا حضرت ابوعبداللہ مالک بن انس الاصبحی ﷛، امام اعظم ﷛ ان سے ملنے گئے حسب روایت تعارف کے دوران آپ نے بتایا کہ میں عراق سے آیا ہوں، حضرت امام مالک ﷛ نے یہ سن کر ناگواری کے عالم میں کہا وہ عراق جو شہر نفاق ہے؟ ان کا اشارہ نواسہ رسول ﷺ کے ساتھ اہل کوفہ کے سلوک کی طرف تھا۔ یہ سن کر امام اعظم ﷛ نے نہایت تحمل کے ساتھ کہا میں عجمی ہوں اور آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں تاکہ قرآن کی قرأت میں کوئی غلطی ہو تو اس کی اصلاح کروالوں کیونکہ آپ اس مقدس شہر کے باسی ہیں جہاں قرآن نازل ہوا تھا۔ امام مالک ﷛ نے جواب میں قرأت کرنے کی اجازت دی امام اعظم ﷛ نے یہ جملہ پڑھا۔

و ممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اهل العراق۔

"(اے رسول ﷺ) تمہارے آس پاس دیہات میں رہنے والوں میں سے بعض لوگ منافق ہیں اور عراق کے رہنے والوں

میں سے بھی بعض لوگ منافق ہیں۔"

یہ سن کر امام مالک رضی اللہ عنہ نے نہایت ناراضگی کے عالم میں کہا خدا کے بندے قرآن کی آیت تو درست پڑھو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا درست آیت کیا ہے؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا درست آیت یوں ہے۔

وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ۔

"(اے رسول ﷺ) تمہارے آس پاس کے دیہات کے رہنے والوں میں سے بعض لوگ منافق ہیں اور "مدینہ" کے رہنے والوں میں سے بھی بعض لوگ منافق ہیں۔' (سورۃ توبہ، آیت نمبر 101)

یہ سن کر امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے خود ہی فیصلہ فرما دیا ہے کہ منافقوں کے شہر میں کون رہ رہا ہے؟ بعد میں تفصیلی متعارف ہوا اور شاید امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اسی طرح کے جوابات سن کر امام مالک رضی اللہ عنہ نے تبصرہ کیا تھا "وہ ایک ایسے بزرگ ہیں کہ اگر لکڑی کے ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہیں تو دلیل کی بنیاد پر کر سکتے ہیں۔ (تاریخ بغداد، خطیب بغدادی)

تعارف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

امام اعظم کا نام نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے دادا فارسی النسل اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عاشق اور آپ کے خاص مقربین بارگاہ میں سے تھے، آپ ہی نے محبت سے کوفہ میں قیام اختیار کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دارالخلافہ تھا۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دادا اپنے فرزند حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو جو اُس وقت بچے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دعا کے لئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی اور بہت برکت کی بشارت دی۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت و بشارت ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ۸۰ھ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ ہجری میں بغداد میں وفات پائی خیرزان قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر زیارت گاہِ خاص و عام ہے ستر سال عمر شریف ہوئی۔ فقیر بارہا آپ کے مزار پر حاضر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بہت صحابہ کا زمانہ پایا جن میں سے چار صحابہ سے ملاقات کی۔ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ جو بصرہ میں تھے، حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ جو کوفہ میں تھے، حضرت سہیل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ جو مدینہ منورہ میں تھے، حضرت ابوطفیل عامر ابن واصلہ رضی اللہ عنہ جو مکہ معظمہ میں تھے اس کے متعلق اور بھی روایات ہیں مگر یہ قول رائج ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت حماد رضی اللہ عنہ کے شاگردِ رشید اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے تلمیذِ خاص اور مخصوص صحبت یافتہ ہیں۔ دو

سال تک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے معیت (صحبت) نصیب ہوئی۔

تبصرۂ اویسی یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اہل کوفہ کی امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے جاں نثاری ووفا شعاری کے بعد "کوفی لایوفی" کا محاورہ ایک گستاخی محسوس ہوتا ہے بلکہ شیعہ لوگوں کو تو اس کے لئے ایسا خوشنما لقب تلاش کرنا تھا جو حُبِ علی رضی اللہ عنہ کا ثبوت ہوتا کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے (مصلحت یہی کے تحت) مدینہ طیبہ جیسے مقدس شہر کو چھوڑ کر کوفہ کو دارالخلافہ منتخب فرمایا بلکہ کوفہ کو مستقل قیام گاہ بنالیا جس میں نہ صرف آپ کا بلکہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما و دیگر اہلبیت کا محبوب مسکن تھا۔ آپ کا دولت کدہ اور کنواں اور کمرہ تاحال جامع مسجد کوفہ کے شمالی جانب موجود ہیں یہاں تک کہ جامع مسجد کوفہ میں آپ کی شہادت اسی سکونتِ کوفہ کے دوران ہوئی۔

مزید مطالعہ کے لئے فقیر کی کتاب "مناقبِ امام اعظم رضی اللہ عنہ"، "شیعہ کا متعہ"، "شیعہ، سنی میں فرق" اور آئینہ شیعہ نُما" کا مطالعہ کیجئے۔

وصلّی اللہ علی حبیبہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ وبارک و سلم

الفقیر القادری ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان یکم صفر ۱۴۰۹ھ، ۱۳ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز منگل

حضور فیض ملت قدس سرہٗ کے وصال کے بعد جو رسائل رکتب شائع ہوئیں

محترم قارئین کرام حضور قبلہ فیض ملت مفسر اعظم پاکستان قدس سرہٗ کا وصال شریف ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ کو ہوا آپ نے چار ہزار کے قریب ۴۰ علوم وفنون پر اہل اسلام کی رہبری ورہنمائی کے لیے یادگار تصانیف تحریر فرمائیں آپ کی زندگی میں دو ہزار سے زائد کتب ورسائل شائع ہو چکے تھے جس سے خلق خدا رہبری ورہنمائی حاصل کر رہی ہے۔ آپ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ جاری ہے انشاء اللہ تعالیٰ قام قیامت تک یہ جاری رہے گا۔ چند تالیفات جو حال ہی شائع ہوئیں ان کا مختصر تعارف

اخبار الاخیار

زیر نظر کتاب شیخ محقق حضرت الشاہ عبدالحق محدث دہلوی کی معروف تصنیف ہے اسمیں آپ نے ہندوستان کے جلیل القدر

عظیم المرتبت اولیاء کرام کا ذکر جمیل کیا ہے حضور فیض ملت قدس سرہٗ نے اس بابرکت کتاب کا نہ صرف اردو ترجمہ فرمایا ہے بلکہ بہت سارے مقامات پر آپ نے بہت مفید حاشیہ لکھ کر قاری کے بہت سارے سوالات کے جوابات محقق مدلل انداز سے تحریر فرمائے ہیں۔

کتاب کو پڑھنے والا ذوق اور سکونِ قلب محسوس کرتا ہے۔محترم نجابت علی تارڑ نے کمپیوٹر کتابت اور اعلیٰ طباعت اچھے کاغذ پر شائع کرا کے کتاب کے حسن میں خوب اضافہ کیا ہے مضبوط جلد ہے۔ذوق مطالعہ رکھنے والوں کے لیے ایک نایاب خزینہ ہے۔زاویہ پبلشرز اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے طلب کریں۔

باادب بانصیب

زیر نظر کتاب اگرچہ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کی حیات میں شائع ہوئی تھی مگر جدید کتابت عمدہ طباعت اور کچھ مضامین کے اضافہ کے ساتھ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور نے شائع کی ہے۔

باادب جانور بے ادب انسان

زیر نظر کتاب میں نہایت ہی دلچسپ مضامین ہیں قاری پڑھ کر ایک عجیب سی کیفیت محسوس کرتا ہے کہ بہت سارے موذی جانور محبوبان خدا کا ادب واحترام کیسے کرتے ہیں۔مگر بدبخت ہیں وہ انسان جو ادب کی دولت سے محروم ہیں حضور فیض ملت قدس سرہٗ نے جانور کے ادب کے واقعات لکھ انسان کو درس ادب دیا ہے۔موضوع کی افادیت آپ یقیناً سمجھ گئے ہونگے مگر ۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ سننے دیکھنے میں فرق واضح ہے۔

باادب کتے بے ادب انسان

یہ رسالہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔یقیناً باادب کتوں کے واقعات پڑھ کر انسان میں ایک جذبہ سا پیدا ہوتا ہے بقول حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۔

اُٹھ بلھے مُن یار منا لیے نتاں بازی لیئے گئے کُتے

باغ فدک

بعض قسمت کے کورے باغ فدک کو دلیل بنا کر سیدہ کائنات خاتون جنت رسول کریم روف ورحیم ﷺ کی لاڈلی بیٹی حسنین کریمین وعلیٰ جدہ علیہم السلام کی شان گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر یہ الزام دیتے ہوئے نہیں شرماتے کہ انہوں نے سیدہ کونین کی بے ادبی کی۔

باغ فدک حقائق کیا ہیں؟؟؟ رسالہ پڑھیں بہت معلومات ہیں۔

کمالات مصطفی ﷺ

زیر نظر رسالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔

اللہ اکبر حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے کونسا ایسا موضوع چھوڑا ہے جس پر آپ نے امت مسلمہ کی رہبری کے لیے علمی، تحقیقی جواہر پارے عطانہ فرمائے ہوں صدیوں لوگ آپ کے احسانات یاد کرتے رہیں گے۔

بھینس کی قربانی مع قربانی کے مسائل

بدقسمتی سے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے نت نئے اختلافات کھڑے کئے جا رہے ہیں مگر حضرت فیض ملت قدس سرہٗ نے ہر اُٹھنے والے فتنے کی بروقت اور ہر وقت سرکوبی فرمائی غیر مقلدین کا یہ بھی اختلاف ہے کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں حیرت ہے دودھ جائز ہے بھینس کی کھال بھی لینا ضروری ہے قربانی پتہ نہیں کیوں نا جائز ہے؟ حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کی جولانی نے اس کا ایسا مدلل محقق جواب دیا کہ واہ کیا بات ہے۔ آخر ذکر تینوں رسالے جدید انداز خوبصورت رنگین دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ محترم شیخ محمد سرور اویسی کی پرخلوص محنت سے مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور نے زر کثیر خرچ کر کے شائع کئے ہیں تینوں کے لیے ایک سو روپے ارسال کریں۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔

البشریت لتعلیم الامت

زیر نظر ضخیم کتاب ہے اس میں حضور فیض ملت نے نبی کریم ﷺ کے بشری عوارض اور بشری تقاضے کا ذکر فرما کر بشریت رسول ﷺ کی رٹ لگانے والوں کو دلائل قاہرہ کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ معلم انسانیت محسن کائنات ﷺ کی بشریت صرف

تعلیم امت کے لیے تھی ورنہ حقیقت میں ؎

اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو

صوفی مختار احمد اویسی نے زر کثیر کر کے ادارہ تالیفات اویسیہ سے شائع کی ہے طلب فرمائیں۔ صوفی مختار احمد اویسی سیرانی کتاب گھر سیرانی مسجد بہاولپور۔ رابطہ 03006830592

شائع ہونے والی دیگر تصانیف کا تذکرہ آئندہ شمارہ میں ہوگا۔

حضور فیض ملت کی یاد میں

☆ راولپنڈی۔ ۸/اکتوبر کو علامہ صاحبزادہ محمد اکرم آفاق نے اپنے آستانہ شریف (راولپنڈی) پر اپنے استاد گرامی حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان قدس سرہٗ کی یاد میں محفل قل شریف کا اہتمام کیا۔ جس ختم قرآن پاک، اوراد اور وظائف پڑھے گے اور درود و سلام کے بعد لنگر شریف کا انتظام تھا۔

☆ کراچی میں۔ ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۰ء کو خلیفہ فیض ملت صوفی مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی کے زیر اہتمام فیض رضا لائبریری گلبرگ محفل فاتحہ چہلم شریف کی تقریب میں قرآن خوانی اور ایصال الثواب کیا گیا۔

مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد

☆ مدرسہ اویسیہ رضویہ منبع الفیوض حامد آباد کا حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت نے ۱۹۵۲ء میں آغاز فرمایا جس سے سینکڑوں علماء وفضلاء نے اکتساب فیض کیا۔ تاحال اس مدرسہ میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ مورخہ ۲۰ تا ۲۲ ذیقعد ۲۹ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۰ء ہفتہ تا اتوار جگر گوشہ فیض ملت صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی کی سرپرستی میں سالانہ جلسہ ہوا مدرسہ ہذا کے سابق فضلاء کرام کے علاوہ خطباء حضرات نے فیض ملت کی اسلامی، تبلیغی، تصنیفی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ اہلیان بستی حامد آباد کی طرف سے مہمانان گرامی کے لیے تین دن تک ہمہ وقت لنگر نبویہ اویسیہ کا وسیع اہتمام تھا۔ (محمد اعجاز اویسی رمحمد شفاعت رسول اویسی)

چک نمبر137ڈی بی یزمان

☆ چک نمبر 137 ڈی بی یزمان میں حضرت علامہ مولانا محمد اعجاز احمد اویسی نے یکم ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ بروز پیر شریف کو حضور فیض ملت قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت علامہ سید پیر مسرت حسین شاہ بخاری (آستانہ عالیہ خلیل آباد) کی زیر صدارت خطیب پاکستان علامہ سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی و حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت رحمہما اللہ کی یاد میں عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا قرب و جوار کے چکوک کے آئمہ و خطباء کرام قافلوں کی صورت میں شریک ہوئے خصوصی خطاب میں جگر گوشہ مفسر اعظم پاکستان محمد فیاض احمد اویسی نے کہا کہ میرے قبلہ والد گرامی نے زندگی بھر درِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا بھکاری بن کر عشق رسول ﷺ کی خیرات سے اپنی جھولی بھر کر خلق خدا کے قلوب کو سیراب فرماتے رہے۔ بہاولپور کی سرزمین جہاں یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ جرم سمجھا جاتا تھا آج اس شہر میں غلامی رسول کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ ان کی ہزاروں تالیفات سے اہل اسلام صدیوں تک رہبری و رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے صاحبزادہ محمد اقبال نقشبندی نے بھی خطاب فرمایا تقریب کا اختتام درود و سلام پر ہوا آخر میں لنگر نبوی شریف کا وسیع اہتمام تھا۔ (محمد طاہر قادری)

☆ اچھرہ لاہور بیاد علماء اہلسنت

الحاج قاری محمد حفیظ صاحب نے جامع مسجد ارئیاں والی اچھرہ لاہور میں مورخہ ۶ ذوالحجہ ۱۳ نومبر ۲۰۱۰ء ہفتہ بعد نماز عشاء حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت الحاج محمد فیض احمد اویسی، خطیب پاکستان علامہ سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی، استاذ العلماء علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری رحمہم اللہ کی یاد میں عظیم الشان پروگرام ترتیب دیا خوبصورت اشتہارات چھپوائے۔ لاہور کے علماء کرام و مشائخ عظام کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ جگر گوشہ مفسر اعظم پاکستان محمد فیاض احمد اویسی (بہاولپور) حضرت علامہ حافظ خان محمد قادری (لاہور) نے علماء اہلسنت کی دینی خدمات کے حوالہ سے جاندار گفتگو فرمائی۔ اویسی بک اسٹال بھی لگایا گیا حضور فیض ملت قدس سرہٗ کی تصانیف شیخ محمد سرور اویسی (گوجرانوالہ) نے نصف قیمت پر دیں۔ (قاری محمد نعیم الخیری)

خلیل آباد بہاولپور

☆ ۷ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ/۱۴ نومبر ۲۰۱۰ء بروز اتوار مدرسہ انوار القرآن خلیل آباد احمد پور روڈ بہاولپور میں جامع مسجد سیرانی بہاولپور کے امام تراویح حضور فیض ملت کے خلیفہ مجاز حضرت علامہ سید پیر مسرت حسین شاہ بخاری اویسی نے اپنے والد گرامی حضرت قبلہ پیر سید امیر حیدر شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر اپنے استاد و مرشد گرامی حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی یاد میں ایک تقریب سعید کا اہتمام فرمایا۔ حضرت علامہ مفتی مختار احمد غوثوی، علامہ محمد

احمد سعیدی، جگر گوشہ فیض ملت علامہ صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی، جگر گوشہ مفسر اعظم پاکستان محمد فیاض احمد اویسی، استاذ القراء حضرت علامہ سید زوار حسین شاہ بخاری (لاہور) نے حضرت مفسر اعظم پاکستان کی دینی خدمات کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں کیا۔ آخر میں صلوٰۃ وسلام کے بعد لنگر نبویہ کا وسیع اہتمام تھا۔ (سید محبوب احمد شاہ بخاری)

رحمٰن آباد☆ مدرسہ گلزار رسول اڈہ رحمٰن آباد احمد پور روڈ بہاولپور میں جگر گوشہ فیض ملت صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی کی سرپرستی میں ۸ ذوالحجہ ۱۵ نومبر بروز منگل سالانہ عرس مبارک خیر التابعین محبوب سید المرسلین حضور خواجہ اویس القرنی کے موقعہ پر" حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت کو جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے قائم کرتے وقت انتہائی مشکلات کا سامنا" جیسے موضوع پر صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی نے خطاب کیا۔ آخر میں صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت پیر طریقت خواجہ محمد اشرف صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ فتح پور شریف (رحیم یار خان) نے حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کے رفع درجات کے لیے دعا فرمائی لنگر نبویہ اویسیہ کا اہتمام تھا۔ (محمد ضیاء الرسول اویسی ناظم مدرسہ)

چک نمبر ۲۹۴ گ۔ب رجانہ

۱۸ ذوالحج ۱۴۳۱ھ ۲۶ نومبر ۲۰۱۰ء شب جمعہ مدرسہ فیضان اویسیہ چک نمبر ۲۹۴ گ۔ب رجانہ (ٹوبہ) میں عظیم الشان محفل ذکر حبیب خدا ﷺ بسلسلہ ایصال الثواب حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت قدس سرہٗ انعقاد ہوا چک میں سلسلہ عالیہ اویسیہ کے منسلکین نے محفل پاک کا خوب اہتمام کیا تقریب کی صدارت جگر گوشہ مفسر اعظم پاکستان صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی نے فرمائی۔ معروف ثناء خوان محمد جنید رضا قادری (بہاولپور) نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔ مولانا شرافت علی رضوی نے فیض ملت مسلک رضا کا پاسبان کے موضوع بڑی مدلل گفتگو کی جبکہ جگر گوشہ فیض ملت صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی نے تصرفات اولیاء کرام اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بڑی جامعیت کے ساتھ خطاب فرمایا آخر میں درود وسلام بحضور سید الانام ﷺ پیش کیا گیا اور لنگر نبویہ اویسیہ پیش کیا گیا۔ (محمد جعفر اویسی محمد طارق اویسی)

مزار فیض ملت پر ماہانہ ختم غوثیہ اویسیہ

ہر ماہ چاند کی ۱۵ تاریخ بعد نماز عصر تا مغرب مزار فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ پر ختم غوثیہ اویسیہ کا اہتمام ہوتا ہے احباب شریک ہوں انشاء اللہ بہت سارے مسائل حل ہونگے۔ (منیر احمد اویسی)